جنّ

از

(مولانا حکیم محمد ابونصر صاحب مدرسہ عزیزیہ بہار شریف)

مرزا قادیانی نے اپنی تفسیر کبیر میں جنّ پر ایک طویل بحث کی ہے اور اس بات کے ثبوت کی پوری کوشش صرف کی ہے کہ جنّ انسانوں ہی کی جماعت کا نام ہے۔ کوئی الگ مخلوق نہیں ہے اور اس وجہ سے قرآن کریم کے جن مقامات میں جنّ کا تذکرہ آیا ہے، اس کی تاویل میں نہایت مضطربانہ تفسیر سے کام لیا ہے کبھی ارواح خبیثہ کبھی غیر ملکی اجنبی اقوام، کبھی نظام فطرت کے باغی وسرکش افراد، کبھی محض وہمی وخیالی وجود، اس کے بعد اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن اور احادیث سے سات دلیلیں پیش کی ہیں، ہوسکتا ہے اس طرح کی بعض لغت عرب اور قرآنی تعلیمات سے ناواقف حضرات کو اپنے دام فریب میں لے آئیں لیکن ارباب بصیرت کے لئے ان کی یہ دماغی اپج مضحکہ انگیز ہے۔ دہری، معتزلی، خوارج، اصحاب باطن ان ناموں سے مسلسل ایک جماعت ہمیشہ موجود رہی ہے، جنہوں نے اپنے تبحر علمی کو قرآن کریم کی تحریف میں پوری طاقت صرف کی لیکن ان کی تحریف نہیں چلی۔ اسی طرح آج قادیانی فتنہ بھی قرآن مجید کی تحریف وتاویل میں کوشاں ہے، اس جماعت کے اعتقادیات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے نزدیک یورپ کے اُگلے ہوئے لقموں کو حلق سے اُتارنا ہی فخر ہے یعنی یورپ کی تخیلات سے ان کا دماغ مسحور ہے، ملاحظہ کیجئے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ قتل کئے گئے ہیں جماعت احمدیہ بھی قتل عیسیٰ پر سر دُھن رہی ہے مسٹر ڈارون نے انسانی تخلیق کا فلسفہ ارتقا پیش کیا، مرزا صاحب بھی کلام مجید کو مستر

ڈارون کی حمایت میں گلا پھاڑ پھاڑ کر پیش کر رہے ہیں، یورپ کی دماغی ترقی نے جنّ کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، بس کیا تھا قادیانی حضرات نے بھی اپنی اندھی تقلید کا سارا بوجھ کلام مجید پر لا کر رکھ دیا، کہ جنّ انسان کے علاوہ کوئی دوسری صنف نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ جماعت یورپ کی دلّال ہے جو قرآنی تعلیمات کو ان کی تھیوریوں کی حمایت میں پیش کرتی رہتی ہے، غور کیجئے یہ لوگ قرآنی تعلیمات کی اصلاح کے لئے اُٹھے ہیں۔ لیکن عرب جو اسلام و قرآن کا مرکز ہے اور جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے وہاں تو ان کے کسی تبلیغی مشن کا وجود نہیں لیکن انگلینڈ اور فرانس ان کی تبلیغ کے مرکز ہیں حالانکہ ان کا خیال یہ ہے کہ مسلمان قرآن کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں، لہٰذا ان ہی ملکوں میں ان کی اصلاح کا زور شور ہونا چاہیے تھا مگر معاملہ برعکس ہے، تمام اسلامی ملکوں میں تو کوئی وجود نہیں لیکن یورپ میں دیکھئے تو تبلیغی جدوجہد کے ہنگامے گرم ہیں بات وہی ہے کہ جن کی حمایت میں ہیں اُن ہی کے آغوش میں پناہ مل سکتی ہے اور ان ہی سے خراج تحسین وصول کیا جا سکتا ہے۔ دوسری جگہ نہ تو اپنے خیالات کی اشاعت میں سہولت ہو سکتی ہے اور نہ صدائے آفریں سے حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کامیابی وہاں ہو سکتی ہے جہاں قرآن کی زبان، اور قرآن کی تعلیمات سے ناواقفیت ہو جہاں قرآنی بصیرت رکھنے والے موجود ہیں وہاں ان کا جادو چل نہیں سکتا۔ مندرجہ ذیل سطور میں تفسیر کے اس ٹکڑے کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔

مرزا صاحب نے جنّ کے چار معنی بیان کئے ہیں ـــــ

(۱) جنّ ارواح خبیثہ کا نام ہے	اس دعوے کے ثبوت میں سورہ الناس کی آیت اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ پیش کی ہے، اس سے کس طرح

یہ دعویٰ ثابت ہوتا ہے اس کی وضاحت نہیں کی، شاید اس وجہ سے کہ جنّ کو وسوسہ پیدا کرنے والی قوم کہا گیا ہے وجہ استدلال اگر یہی ہے تو پھر آپ کے قلم کو کون روک سکتا ہے

اگر یہ بھی دعویٰ کرلیں کہ انسان کوئی جسمانی جنس نہیں ہے بلکہ ارواحِ خبیثہ کا نام ہے، کیونکہ وسوسہ کی جس طرح جنّ کی طرف نسبت کی گئی ہے اُسی طرح وہ ناس کے طرف بھی منسوب ہے۔

(۲) جنّ وہمی ورخیالی وجود کو کہتے ہیں

اس کے ثبوت میں سورۂ سبا کی آیت پیش کرتے ہیں وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اَھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِھِمْ بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَکْثَرُھُمْ بِھِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (ع ۵)

اس آیت سے اپنے دعوے کو اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ خداوند قدوس قیامت کے دن ملائکہ سے دریافت کریگا یہ لوگ کیا تمہاری پوجا کرتے تھے، فرشتے کہیں گے کہ نہیں بلکہ جنّوں کی پرستش کرتے تھے، اگر جنّ کا حقیقی وجود ہے تو ملائکہ کا یہ جواب کیوں کر صحیح ہوگا کیونکہ جنّوں کی پرستش سے فرشتوں کی پرستش کی نفی نہیں ہوتی ہے پس فرشتوں کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہمارے حقیقی اوصاف سے واقف نہیں، بلکہ اپنے اسلاف سے ملائکہ کا ذکر سُن کر اپنے ذہن میں خیالی وجود قایم کرلیا ہے، اور اُن ہی کو سمجھا کہ ملائکہ ہیں اور اللہ کی بیٹیاں ہیں، حالانکہ وہ وجود محض ذہنی تھا، اس لئے ملائکہ نے یہ جواب دیا کہ یہ لوگ جنّ کی پرستش کرتے تھے یعنی خیالی وجود کی پرستش کرتے تھے ملائکہ نام رکھ چھوڑا تھا، اور یہ میری عبادت نہیں کرتے تھے، کیونکہ جس قسم کے اوصاف کا ملائکہ کے متعلق عقیدہ رکھتے تھے وہ ہم میں نہیں پائے جاتے ہیں اس لیئے یہ ہماری عبادت نہیں ہوئی بلکہ جنّ یعنی خیالی ووہمی وجود کی عبادت تھی اس سے معلوم ہوا کہ جنّ خیالی وجود کو کہتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس تقریر پر حسب ذیل تنقید ہے

(الف) یہ غور کرنا چاہیے کہ ان مقامات میں باری عزّ اسمہ کے سوال کا منشا ومقصد کیا ہے، ملائکہ سے بازپرس کیوں ہوئی؟ یہ لوگ کسی دوسرے کی پوجا کریں خواہ ملائکہ ہی کی کریں، اس میں ملائکہ کا کیا قصور ہے؟ یہ تو پوجنے والوں کا جرم ہے، لہذا ان سے

بازپرس کرنے کا کوئی محل نہیں، پھر ملائکہ کا باری تعالیٰ کی تعریف و تقدیس اور اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ سے اپنی وفاداری ظاہر کرتے ہوئے الحاح و زاری کے ساتھ اپنی عبادت سے انکار کرنے کا موقع ہی کیا ہے؟ اللہ جل شانہ کے سوال سے ان پر کسی قسم کا جرم عائد ہی نہیں ہوتا ہے اور جواب بھی اتنی تاویل کے ساتھ کہ یہ لوگ ملائکہ کے نام کی پوجا ضرور کیا کرتے تھے لیکن ان کی جو صفت بیان کرتے تھے وہ ہم میں نہیں پائی جاتی پس ہماری عبادت نہ ہوئی آخر اس تاویل کی ضرورت ہی کیا ہے، ان کو تو یہ کہنا چاہئے کہ یہ خواہ کسی کی عبادت کریں اس میں ہمارا کیا قصور ہے، خود پوجنے والوں سے دریافت کیجئے کہ یہ کن کی پوجا کرتے تھے اس لئے ان کی یہ تفسیر غیر مربوط اور بے محل معلوم ہوتی ہے آیئے اس بازپرس کا مقصد سمجھنے کی کوشش کریں، مرزا صاحب کے خیالی جن یا مشرکوں کے خیالی ملائکہ؟ قرآن کریم میں دوسری جگہ عام اُن صلحاء کے متعلق ہے جن کو مشرکوں نے معبود بنالیا تھا وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ قَالُوْا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ (سورہ فرقان) حشر کے دن اللہ تعالےٰ مشرکین کے معبودوں سے دریافت فرمائیگا کیا تم نے ان کو اپنی عبادت کا حکم دیکر گمراہ کیا یا یہ خود گمراہ ہوئے الخ۔ اس مقام اور سورۂ سبا کے جواب کی طرز عبارت بتارہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی سوال اور ایک ہی واقعہ کی حکایت ہیں، صرف عنوان مختلف ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (باری تعالیٰ سوال کرے گا کہ اے عیسیٰ کیا تم نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنالو) ان دونوں آیتوں کو پیش نظر رکھنے کے بعد بازپرس اور سوال کا مقصد واضح ہو جاتا ہے، بازپرس کا مقصد یہ ہے کہ تم حکم دہندہ تو نہیں ہوا اور اس عبادت سے تم خوش تو نہ تھے

اور یہ یقیناً باز پرس کرنے کی بات ہے آیت اور سوال و جواب کی مطابقت ملاحظہ کیجئے، فرشتوں سے باری تعالیٰ سوال کرتا ہے، یہ لوگ تمہارے حکم سے تمہاری پوجا کرتے تھے کیا تم نے ان کو اپنی پرستش کا حکم دیا تھا، فرشتے باری تعالیٰ کی تعریف و تقدیس بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں ہم ایسا کس طرح کر سکتے ہیں ہم تو صرف آپ کو اپنا ناصر و ولی سمجھتے ہیں اس لئے آپ کے خلاف اغواء کی جرأت کیوں کر ہو سکتی ہے بلکہ اجنہ کے اغواء اور حکم سے یہ ہماری عبادت کرتے تھے اور چونکہ یہ اُن کے حکم کی اتباع و فرماں برداری ہے اس لئے فی الحقیقت اُن کی عبادت ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جن کوئی وہمی چیز نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جن کی مشرک اتباع و فرماں برداری کرتے ہیں۔

ایک شبہ اور اس کا جواب شبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہی ہے کہ ملائکہ نے حکم نہیں دیا تو پھر یہ سوال کیوں کیا؟ — اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمام امور سے واقف ہے پھر حساب و کتاب کیسا؟ اصل بات یہ ہے کہ حشر کا تمام حساب و کتاب اور سوال و جواب منظر عام اور منصۂ شہود پر لانے کے لئے ہے اور تمام لوگوں کو جتلانا مقصود ہے اسی طرح یہ سوال و جواب بھی منظر عام میں ظاہر کرنے کے لئے ہے اور مشرکین پر زجر و توبیخ ہے کہ تم جن کی خوشنودی کے لئے عبادت کرتے تھے وہ بھی تمہاری عبادت سے خوش نہیں تم نے جس کے لئے یہ ستم اٹھائے وہ بھی تمہاری اس حرکت سے بیزار ہے۔

(ب) یہ منشاء سوال کے لحاظ سے ان کی تفسیر بالرائے کا بطلان تھا اب ذرا آیت کے الفاظ پر غور کیجئے، فرشتوں کے جواب میں بل کا لفظ ہے۔ اور عربی میں بل اضراب کے لئے آتا ہے یعنی ماسبق کی تردید اور مابعد کا اثبات، لہٰذا قابل غور یہ ہے کہ خداوند قدوس نے جو سوال کیا کہ "کیا یہ لوگ تمہاری پرستش کرتے تھے" اس سوال میں معبود ملائکہ سے مراد ملائکہ حقیقی ہیں یا ملائکہ خیالی؟ اگر ملائکہ خیالی مراد ہیں تو پھر اُن کی تفسیر صحیح نہیں کیونکہ جواب میں لفظ بل ہے جو ماقبل کی تردید کرتا ہے اور جب انھوں نے یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ

میں جنّ سے خیالی ملائکہ مراد لیا ہے، تو پھر ماقبل کی تردید کیوں کر ہوئی، بلکہ سوال کی عین تائید ہوئی، خلاصہ یہ ہوا کہ باری عزّاسمہٗ سوال فرماتے ہیں کیا یہ لوگ خیالی ملائکہ کی پوجا کرتے ہیں، فرشتوں نے کہا نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ خیالی ملائکہ کی پوجا کرتے ہیں، یہ کیسا تضاد ہے کہ خیالی ملائکہ کی پوجا سے انکار بھی ہے اور پھر اقرار بھی ہے — اور اگر حقیقی ملائکہ مراد ہیں تو باری عزّاسمہٗ کا سوال غلط ہے، کیونکہ ان لوگوں نے تو دیکھی ملائکہ کی پرستش کی ہے مرزا صاحب نے سوال و جواب کی مطابقت کے لئے بڑی کوشش سے خود ساختہ تفسیر پیش کی، لیکن وہی عدم مطابقت اپنی صورت بدل کر جنّ کی طرح ان کے سر پر سوار ہی ہے

(ج) بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ کے متصل ہی أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ہے، یہ جملہ بھی ان کے خیالی قلعہ کو منہدم کر رہا ہے کیونکہ بِهِم میں هُم کا مرجع جنّ ہے اور جنّ کے معنی خیالی ملائکہ بیان کیے ہیں، اس بنا پر آیت کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ خیالی ملائکہ کی پوجا کرتے تھے اور خیالی ملائکہ پر ایمان رکھتے تھے، جب اُن کی پوجا کرتے تھے تو یقیناً اُن پر ایمان رکھتے ہونگے لہذا كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ کے بعد أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ یعنی اُن کی پوجا کے بعد ان پر ایمان رکھنے کا تذکرہ بے معنی اور مہمل ہو جاتا ہے، اور کلام مجید کا کوئی ٹکڑہ مہمل! اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ میں نے جو تفسیر بیان کی ہے اس میں کوئی حصہ مہمل اور بے معنی نہیں رہتا، ملاحظہ کیجئے، فرشتے کہتے ہیں یہ لوگ جنّ کے اغواء اور حکم سے ہماری عبادت کرتے تھے اس لئے یہ عبادت و اطاعت جنّ ہی کی ہوئی، لیکن یہ جنّ کی عبادت بوساطت فرشتہ ہوئی اب اور بھی ترقی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان میں سے تو اکثر بلا واسطہ جن ہی پر ایمان رکھتے تھے

(۳) شمالی اقوام کو جنّ کہتے ہیں

عرب شمالی علاقہ کی اقوام کو جنّ کہتے تھے جنّ کے معنی پوشیدہ کے ہیں اور یہ لوگ گرمی کی وجہ سے عرب نہ آتے تھے اور عربی اقوام سردی کے باعث اُدھر نہ جاتی تھیں اس لئے ان کو جنّ کہتی تھیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں لفظ جنّ بہت سے مقام میں مذکور ہے اور یہ مصطلحاتِ شرعیہ سے نہیں ہے بلکہ لغوی لفظ ہے اور

قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ ہم نے اس کو واضح عربی زبان میں نازل کیا ہے لِتَکُونَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ، چنانچہ اگر قرآن نے کسی مقام میں لغت عرب کے خلاف استعمال کیا ہے تو اس جگہ معنیٰ مقصود کو واضح کر دیا ہے، ملاحظہ کیجئے، یوم عربی میں طلوع آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کا نام ہے لیکن قرآن کریم نے اسے دوسرے معانی میں بھی استعمال کیا ہے تو وہاں اپنا معنیٰ مقصود بھی ظاہر کر دیا ہے اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (سورہ حج) تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (سورہ معارج) پس اگر جن کے معنی لغت عرب کے خلاف کوئی دوسرے معنی مراد ہوتے تو ضرور اس کے ساتھ اس کی تفسیر بھی ہوتی لہذا قرآن کریم میں جن کے وہی معنی مراد ہیں، جو عرب میں مستعمل ہیں اس کے ثبوت میں عقلی دلیلوں سے زیادہ نقل پیش کرنا چاہئے، کلامِ عرب کو دلیل میں پیش کرنا چاہئے قرآن کریم کی بعض آیتوں سے جو استنباط کیا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم کا مستعمل لفظ جن متنازع فیہ ہے اور متنازع فیہ کو دلیل میں پیش کرنا حماقت ہے، عرب میں لفظ جن انسان سے ایک الگ مخلوق کے لئے جاری ساری ہے احادیث سے بھی ثابت ہے کہ جن ایک الگ مخلوق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی، گوبر سے استنجا کی ممانعت فرمائی، صحابی نے وجہ دریافت کی فقلت ما بال العظم والروثة فقال هما من طعام الجن (بخاری شریف) یعنی ہڈی گوبر کی کیا حقیقت ہے آپ نے فرمایا یہ دونوں جن کی غذا ہیں، آپ ہی بتائیں، کس ملک کے رہنے والے انسان کی غذا ہڈی، گوبر ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شمالی علاقہ کے لوگوں کی غذا ہے تو پھر ان کی غذا ہونے کے باعث عرب کو استنجا سے کیوں منع کیا گیا وہ لوگ وہاں سے عرب کی غذا کھانے تو نہیں آتے تھے۔

(۴) باغی وسرکش کو جن کہتے ہیں	جن کے متعلق مرزا صاحب کے عجیب مضطربانہ خیالات ہیں، کبھی جغرافیائی حدود کے اعتبار سے جن وانس کو انسان ہی کی دو قومیں قرار دیتے ہیں،

اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ اب جن و انس دو صفات کے ساتھ وابستہ ہو گئے ہیں نظام کے باغیوں کو جن اور نظام کے تابع کو انسان کہتے ہیں مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے لئے محاورۂ یا کلام عرب پیش نہیں کیا ہے۔ لغت میں، کلام و محاورہ کو چھوڑ کر محض اپنے توہمات اور ذہنی تخیلات کو پیش کرنا بھی ایک قسم کا جناتی وسوسہ ہے جسے فطرت سلیمہ کبھی قبول نہیں کر سکتی تعجب کی بات ہے کہ کفار کو قرآن کریم نے گمراہ، اندھا، گونگا، بہرہ، بہر حال یہ کہا ہے لیکن کفار قریش کو باغی نظام ہونے کے باوجود کسی جگہ بھی جن نہیں کہا آپ کے دعوے کے مطابق انسان تابع نظام کو کہتے ہیں، مگر یہ علاوہ قرآن کریم یَا اَیُّھَا النَّاس یَا اَیُّھَا النَّاس کہہ کر کفار کو مخاطب کر رہا ہے حالانکہ یہ لوگ باغی ہیں جن کی بغاوت پر مہر لگ چکی ہے، آپ کا یہ دعویٰ اتنا مہمل ہے جس کی تردید و تکذیب کے لئے زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے

لیلۃ الجن میں ملاقات کرنے والے اجنہ کے متعلق مرزا صاحب کی تاویل

جنوں کی جو جماعت رسول اللہ صلعم پر ایمان لائی تھی اس کے متعلق کہتے ہیں "وہ جن اس لئے کہا ہے کہ وہ باہر کے لوگ تھے" باہر کا لفظ بہت وسیع ہے گھر سے باہر، بستی سے باہر، صوبہ سے باہر، ملک سے باہر اس کو تو آپ نے بیان نہیں کیا کہ کہاں سے باہر رہنے والے کو جن کہا جاتا ہے لیکن اس سے پہلے جو آپ نے جن کے مختلف معانی بیان کئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک سے باہر یعنی غیر ملکی جن کی عرب کی طرف اور عرب کی ان کی طرف آمد و رفت نہ ہوتی تھی اور ان سے پوشیدہ تھے اس لئے ان کو جن کہا کرتے تھے آپ کو اعتراف ہے کہ یہ اجنہ جزیرہ نصیبین کے باشندے تھے نصیبین ملک عرب سے باہر نہیں ہے، بلکہ یہ ملحقات عرب میں ہے، عراق عرب کے متصل جانب غرب میں ایک حصہ ہے جس کو دریائے دجلہ اور دریائے فرات گھیرے ہوئے ہیں اس کا نام جزیرہ ہے دیار بکر اور مصر اسی جزیرہ میں ہے، اسی کا ایک مشہور شہر نصیبین ہے اور یہ جزیرہ زمانۂ نبوی صلعم میں قیصر کے ماتحت تھا اور غسان قوم کے ایک عرب، قیصر کے جانب سے فرمانروا مقرر تھا، آپ وہاں کے

کے لحاظ سے یہ جزیرہ صحت بخش ہے اس میں بڑے بڑے قلعے اور شہر ہیں، اسی وجہ سے قدیم زمانہ میں یہ ملک بڑی شہرت اور فوقیت رکھتا تھا، بابل اور نینویٰ کے بادشاہ اسی سرزمین کے تھے جو اپنے وقت کے شاہنشاہ تھے یہ جزیرہ عرب میں مشہور و معروف تھا کیونکہ عرب کا عالم ہی تھا اور کوئی غیر معروف جگہ نہ تھی کہ جہاں عرب کی آمد و رفت نہ ہوتی ہو بلکہ یہ عرب میں شامل ہی ہے نصیبین کے جنّ کو غیر ملکی ہونے کے اعتبار سے جنّ کہا گیا یہ صحیح نہیں، اور صفاتی اعتبار سے جنّ کے معنی باغی اور سرکش کے بیان کئے ہیں، یہ بھی درست نہیں کیونکہ یہ کلام مجید سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو بھی ایمان لانے پر برانگیختہ کیا لہٰذا ان کو کس زبان سے باغی کہا جا سکتا ہے۔

جنّ انسان سے کوئی علیحدہ مخلوق نہیں ہے اس کے ثبوت میں سات دلیلیں مرزا صاحب نے پیش کی ہیں، آئیے اس پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔

پہلی دلیل | لیلۃ الجن میں ملاقات کرنے والے اجنّہ کے متعلق لکھتے ہیں اول یہ کہ وہ پوشیدہ ملے اگر وہ جنّ تھے تو ان کو پوشیدہ اور رات کو ملنے کی کیا ضرورت تھی، علی الاعلان ملتے کوئی ان کا کیا بگاڑ سکتا تھا، استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس گروہ کو "نفرٌ من الجنّ" کہا گیا ہے درحقیقت وہ انسان ہی تھے اور کفار عرب کے ایذا رسانی کے خوف سے خفیہ طریقہ پر رات کو ملے تھے انسان نہیں تھے تو پھر کفار عرب سے ڈرنے کی کیا وجہ تھی؟

اگر اس واقعہ کی تفصیل پر نظر ہوتی تو ہرگز اس قسم کے مہملات سے دلیلوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی کوشش نہ کی جاتی، لیلۃ الجن کا ایک دوسرا واقعہ ہے جس میں حضرت ابن مسعودؓ موجود تھے اس میں یہ ہے کہ آپ قوم جن سے ملنے کے لئے شعب حجون (عرب کی ایک گھاٹی کا نام ہے) تشریف لے گئے اگر یہ انسان ہی تھے تو ان لوگوں کو مسلمانوں سے کیا خوف تھا جو گھاٹی میں ٹھہرے۔ رات کا تو وقت تھا مسلمانوں ہی کی جماعت میں آکر ٹھہرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شعب حجون تک تکلیف کرنے کی ضرورت نہ پڑتی، اور یہ

بارہ ہزار کی تعداد سے آئے تھے ایسی حالت میں ان کو کفار عرب سے ڈرنے کیا وجہ ہو سکتی تھی جنگ بدر میں بہادر جنگجو کفار مکہ جو مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آئے تھے ان کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم ہی تھی اس کے مقابلہ میں بارہ ہزار[۱۲] کے جم غفیر کو خائف ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی؟ نیز اسی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے خط کھینچکر گھیرا بنا دیا اور حضرت ابن مسعودؓ کو اسی کے اندر رہنے کی ہدایت فرمائی پھر آپ آگے تشریف لیجا کر گفت و شنید اور تلاوت شروع فرمائی اگر یہ انسانوں ہی کی جماعت تھی تو پھر حضرت ابن مسعودؓ کو گھیرے میں ان لوگوں سے علیحدہ ٹھہرانے کی کیا وجہ تھی؟ آپ ان کو اپنے ہمراہ لائے تھے قریب پہنچ کر علیحدہ کیوں ٹھہرا دیا۔ پھر غور کیجئے اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر اس خط سے باہر نکل جاتے تو اندیشہ تھا کہ یہ لوگ تم کو اُچک لیتے خط سے باہر نکلنے میں اُن کا اچک لینا کیا معنی رکھتا ہے؟

دوسری دلیل | دوسری دلیل کا خلاصہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ یعنی ہم نے یہ رسول اس لئے بھیجا ہے کہ تم مسلمان انکی مدد اور نصرت کرو اور ان کی عزت دنیا میں قائم کرو۔ سوال یہ ہے کہ اگر جنات ایمان لانے تھے تو وہ کس رنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے تھے، کہتے ہیں کہ جن لوگوں کے سر پر چڑھ جاتے ہیں اور قسم قسم کے پھل لاکر دیتے ہیں، یہ کیسے مومن تھے کہ محمد رسول اللہ صلعم پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹے لیکن کافر جنوں نے حضرت سلیمانؑ کے لئے قلعے تیار کیے اور ہر ذلیل سے ذلیل کام ان کی خاطر کیا، یہ مومن ایسے طوطا چشم تھے کہ ابو جہل وغیرہ کسی کو انہوں نے سزا نہ دی اور پھر یہ جن لوگوں کو تو بے موسم پھل لاکر دے دیتے ہیں، مگر محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لاکر انھیں یہ توفیق بھی نہ ملی کہ جب غزوۂ خندق کے موقعہ پر آپ پر اور دوسرے مسلمانوں پر فاقے پر فاقے گذر رہے تھے اور آپ اور آپ کے صحابہ پیٹ پر پتھر باندھے پھر رہے تھے۔ یہ جنات آپ کے لئے اور آپ کے صحابہ کے لئے جو کی روٹیاں ہی لا دیتے الخ

لیکن یہ اعتراض جس طرح جنوں پر ہو سکتا ہے بعینہٖ اسی طرح باری تعالیٰ پر بھی ہو سکتا ہے اگر خداوند تعالیٰ کا وجود ہے اور وہ تمام دنیا کا مالک اور رزاق ہے تو کیوں اس نے اپنے رسول برحق کے لئے جَو کی ایک روٹی بھی نہیں بھیجی خصوصًا ایسے وقت میں جب کہ اللہ کا رسول اللہ کے دشمنوں کے ظلم و تعدی کی مدافعت کے لئے میدانِ کارزار میں صف آرا تھے اس کے معنی تو یہ ہوتے کہ سرے سے خدائے تعالیٰ کے وجود ہی کے منکر ہو جائیے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے خلافت ارضی کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے، اور انبیاء قوانین خلافت ارضی کے معلّم اور نمونہ ہیں اس لیے ان کی عظمت و جلال اور فضل و کمال کے باوجود ان کو آلام و مصائب اور فاقہ و غربت سے محفوظ نہ رکھا گیا، اور یہ نہ ہوا کہ حجرہ میں بیٹھ کر ہاتھ اٹھا لیا اور دشمنوں کی جماعت بھسم ہوگئی بلکہ عام انسانوں کی طرح انھیں جنگ کرنی پڑی تاکہ تکلیفوں اور مصیبتوں کا مقابلہ اور جفاکشی اور دشمنوں سے مدافعت کا طور و طریقہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہو، جن کو جانے دیجئے خود صحابہ کرام بہتیرے اوروں میں مصائب کو اپنے اوپر برداشت کر کے رسول اللہ صلعم کو بہت زیادہ آرام و عافیت پہونچا سکتے تھے، اور صحابہ کرام ایسا چاہتے تھے، لیکن رسول اللہ صلعم قبول نہ فرماتے تھے اگر آپ صحابہ کرام کے ساتھ سفر میں ہیں اور لکڑی چننے، کھانا پکانے وغیرہ کی نوبت آتی ہے تو خود بھی برابر حصہ لے کر ہر کام کو انجام دے رہے ہیں، خندق کھودنے کا موقعہ ہے تو آپ بھی کدال لے کر محنت و مشقت کی بازی لگائے ہوئے ہیں آپ نے اس کو کبھی پسند نہ فرمایا کہ صرف صحابہ تمام کاموں کو انجام دیں اور آپ مسند پر آرام فرما رہیں، کیونکہ اپنی زندگی کا نمونۂ عمل پیش کرنا تھا، نیز مشرکین عرب کے مقابلہ میں جنوں سے مدد نہ لی، تاکہ یہ بات روشن ہو جائے کہ بے سر و سامانی اور قلت تعداد کے باوجود میری کامیابی کا راز صدق و حقانیت ہے اور کفار کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ دوسری جماعت کے سہارے سے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔

ان مومن جنوں کو اپنی جماعت میں تبلیغ کا فرض سپرد کیا گیا، اور یہ اسی فرض میں مشغول تھے اور یہ بھی رسول اللہ صلعم کی مدد ہی ہے اس طرح پر جنوں کی یہ جماعت بھی رسول اللہ صلعم کی مدد کر رہی تھی۔

تیسری اور چوتھی دلیل تیسری اور چوتھی دلیل کا حاصل یہ ہے اللہ تعالےٰ رسولوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ مِنْ أَنفُسِهِمْ اور مِنْهُمْ ہوتے ہیں یعنی جن کی طرف آتے ہیں انہی کی قوم کے ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ یعنی قیامت کے دن ہر اُمت کا رسول جو انہی میں سے ہوگا بطور گواہ لایا جائے گا اور محمد رسول اللہ کو اُمت محمدیہ اور اس زمانہ کے لوگوں پر بطور گواہ بھیجا جائیگا اگر جن بھی کوئی ایسی قوم ہے جو ایمان لاتی ہے تو اس پر گواہی کون دے گا۔

چوتھا ثبوت اس دعویٰ کی تائید میں یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا یعنی اے جنوں اور انسانوں کی جماعت ! کیا تمہارے پاس تمہاری قوموں میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میرے نشانات پڑھ کر سُناتے تھے اور آج کا دن دیکھنے سے تم کو ہشیار کرتے تھے اس آیت میں تصریح ہے کہ جنوں کی طرف ان کی قوم کے نبی آئے اور انسانوں کی طرف انسان اب اگر جن کوئی دوسری مخلوق ہے تو اس آیت کے ماتحت نہ تو موسیٰ ان کے نبی ہو سکتے ہیں نہ نبی کریم صلعم الخ۔

تیسری اور چوتھی دلیل کا خلاصہ ایک ہی ہے یعنی اگر جن کوئی دوسری مخلوق ہے تو ان آیات کے مطابق ان کا نبی انسان نہ ہونا چاہیئے بلکہ انسان کے علاوہ نبی ہوں گے، حالانکہ جملہ انبیاء انسان ہی ہیں اس لئے ان کا جواب بھی ایک ہی ساتھ عرض کرتا ہوں۔

(باقی آئندہ)